آدابِ صحبت و زیارتِ مشائخ
غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی
تہذیب و تصحیح و تحشیہ
مولانا رضاء الحق اشرفی راج محلی
شیخ الحدیث جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف
جمعیۃ الاشرف اسٹوڈینٹس مومنٹ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف
ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

آدابِ صحبت وزیارتِ مشائخ

تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ شمس بریلوی

تہذیب و تصحیح و تحشیہ

خلیفۂ سرکار کلاں مولانا رضاء الحق اشرفی راج محلی

شیخ الحدیث جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

ناشر

جمعیۃ الاشرف اسٹوڈینٹس مومنٹ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

نام کتاب............ آداب صحبت وزیارت مشائخ

ترجمہ............ شمس بریلوی

تہذیب و تصحیح و تحشیہ.................خلیفہ سرکار کلاں مولانا رضاءالحق اشرفی راج محلی

ناشر............ جمعیۃ الاشرف اسٹوڈینٹس مومنٹ جامع اشرف

طبع اول............ ستمبر ۲۰۰۱ء

تعداد............ ۳۰۰۰ تین ہزار

کمپوزنگ............ اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں

صفحات............ ۳۸

قیمت............ ۱۰ روپے

............☆ ملنے کے پتے ☆............

☆غوث العالم اکیڈمی خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں، درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی پن:224155

☆کتاب منزل، تاتار پور، بھاگلپور، بہار

☆اشرفی نوری بکڈپو، درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی

☆حاجی فیض احمد کتب فروش، درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی

☆نعمان احمد اشرفی عطر فروش ناک واڈی، قلم نوری، ہنگلوی، مہاراسٹر

☆جناب حافظ محمد اسحق اشرفی اسلام پورہ، مالیگاؤں، ناسک

عرض ناشر

بسم الله الرحمٰن الرحیم............والحمدلله رب العلمین

جمعیۃ الاشرف طلبۂ جامع اشرف کی ایک تنظیم کا نام ہے۔اس تنظیم کے قیام کا محرک دینی، علمی، تنظیمی و تبلیغی جذبہ ہے۔جس کو اول دن ہی سے ہر طالب علم کے دل میں پیدا کرنا ہر دینی درسگاہ کا مقصد اولین ہوتا ہے۔

اسی جذبہ کے تحت اس تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور مختصر سی مدت میں اس تنظیم نے جو نمایاں دینی کام کئے اُس سے اُس کی شہرت جامع اشرف کی چہار دیواری سے نکل کر دور دور تک پھیل گئی۔ مختصر وقت میں "جمعیۃ" نے "شیخ الاسلام کا بارگاہ سرکارکلاں میں خراج عقیدت"، "مرشد کامل"، "مقام غوثیت"، "کتاب الابدال"، اور "عمامہ اور ٹوپی کی شرعی حیثیت" جیسی اہم کتابیں شائع کر کے شعبۂ اشاعت میں مثالی رول ادا کیا ہے۔

زیر مطالعہ کتاب اسی سلسلۂ اشاعت کی ایک کڑی ہے۔دینی رسائل ، کتابچے اور علمائے دین کی کتابوں کو شائع کر کے جامع اشرف کی تبلیغی واشاعتی خدمات کے دائرہ کو وسیع کرنا "جمعیۃ" کا اہم مقصد ہے۔اس مقصد کی تکمیل کے لئے ظاہر ہے کہ صرف طلبۂ جامع اشرف کے ناتواں بازو ناکافی ہیں۔ جامع اشرف کے معاونین وخانقاہ اشرفیہ کے معتقدین ومتوسلین اور عوام اہلسنت کے تعاون کی زیادہ ضرورت ہے۔بحمدہٖ تعالیٰ مخیّر حضرات اس طرف توجہ دے رہے ہیں اور طلبۂ جامع اشرف کی اس تحریک کو اپنی مالی امداد دے کر مضبوط کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان سب کو بے شمار اجر عطا فرمائے اور طلبۂ جامع اشرف کی اس تنظیم کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے ان تنصروا الله ینصرکم......فقط

جمعیۃ الاشرف جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

حرف آغاز

باسمہٖ وحمدہٖ تعالیٰ وتقدس

"آداب صحبت وزیارت مشائخ" جو ایک کتاب کی شکل میں آپ کے سامنے ہے
درحقیقت یہ تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف
جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ السامی کے مجموعہ ملفوظات "لطائف اشرفی" کے سترہویں لطیفہ کا
ترجمہ ہے۔لطائف کا مکمل ترجمہ حال ہی میں پاکستان میں خلیفہ حضور سرکار کلاں جناب
ہاشم رضا اشرفی صاحب کے اہتمام میں شائع ہوا ہے۔ترجمہ دو جلدوں میں ہونے کے
باوجود ضخامت کافی زیادہ ہے۔اس لئے ہر شخص کے لئے اس کا خریدنا اور اس سے استفادہ
کرنا آسان نہیں ہے۔لھذا ضرورت ہے کہ مختلف لطائف کو عام فہم اور آسان کر کے کتابی
شکل میں شائع کیا جائے تاکہ ہر شخص آسانی کے ساتھ اس سے استفادہ کر سکے۔اسی مقصد
کے تحت "مجلّہ غوث العالم" میں تصوف کے مستقل کالم میں "آداب صحبت وزیارت
مشائخ" کے عنوان سے لطائف اشرفی کے سترہویں لطیفہ کا ترجمہ قسط وار شائع کیا گیا ہے
اور اب وہی ترجمہ کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔میگزین اور رسالوں میں حسب
ضرورت مضامین میں حذف واختصار سے کام لیا جاتا ہے اس لئے مجلّہ کے پچھلے شماروں میں
پورے لطیفے کا ترجمہ شائع نہیں کیا گیا ہے۔اس ترجمے میں چند امور کو خاص طور پر ملحوظ
رکھا گیا ہے۔

☆ترجمے کو اصل پر منطبق کر کے اس کی صحت کی جانچ پڑتال کی گئی ہے۔

☆کہیں کہیں ترجمے میں غیر مناسب الفاظ کو حذف کر کے ان کی جگہ مناسب

الفاظ لائے گئے ہیں۔

☆ترجمے کی بعض بنیادی خامیوں کی بھی اصلاح کی گئی ہے۔

☆مغلق اور پیچیدہ مفاہیم کو واضح کیا گیا ہے۔

☆بعض مقامات پر ضروری حواشی بھی لگادیئے گئے ہیں۔ جس سے ہر قاری کے لئے مفاہیم کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔

☆لطائف اشرفی کا جو نسخہ محبوب ربانی اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام شائع ہوا تھا اس پر عبدالعزیز کشمیری صاحب کا حاشیہ بھی ساتھ میں شائع ہوا تھا۔ اس رسالے میں جن جگہوں میں ان کے حواشی درج کئے گئے ہیں ان کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ باقی حواشی فقیر اشرفی کی طرف سے ہیں .... اگرچہ میں نے اس رسالے کی تہذیب و تصحیح میں پوری کوشش کی ہے پھر بھی ممکن ہے کہ کہیں کوئی خامی رہ گئی ہو اس لئے قارئین اگر کسی خامی پر مطلع ہوں تو براہ کرم مجھے آگاہ کرنے کی زحمت فرمائیں! اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے گی......

الدین النصح کله والله فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیه وآخردعوانا ان الحمد لله رب الغلمین والصلوٰة والسلام علی خیر خلقه سیدنا محمدوآله وصحبه اجمعین

گدائے اشرف سمنانی

رضاء الحق اشرفی

شیخ الحدیث جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آدابِ صحبت وزیارت مشائخ و قبور و جبیں سائی

دیدار مشائخ کے فوائد

قَالَ الْاَشْرَفُ رُؤْيَةُ الْمَشَائِخِ عِبَادَةٌ

لَوفَاتَ هٰذِهِ الْعِبَادَةُ لَيْسَ لَهَا وَقْتُ الْقَضَاءِ (۱)

(ترجمہ: سید اشرف نے فرمایا کہ مشائخ روزگار کا دیدار ایک قسم کی عبادت ہے اگر یہ عبادت فوت ہو جائے تو اس کی قضا کا وقت نہیں۔)

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ فرائض وواجبات کی ادائیگی کے بعد اصحاب طلب کے لئے یہ بہت اہم اور ضروری ہے کہ مشائخ روزگار اور مردان نامدار کی خدمت میں اپنی عمر گراں مایہ کو صرف کرے اس لئے کہ ان کی ایک ملاقات سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے بہت سے چلوں (اربعین) اور زبردست مجاہدوں سے بھی نہیں حاصل ہوتا۔ خاص طور پر اپنے پیرو مرشد کی نگاہ لطف وکرم مرید کے لئے اکسیر دولت ہے نہ معلوم کس وقت مرید اُن کی نگاہ کی اکسیر سے کندن ہو کر صاحب اسرار بن جائے۔

---

(۱) مولانا حسن الزماں سلمہ الرحمٰن نے قول مستحسن میں فرمایا کہ روایت ہے کہ: "اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ" اور ایک روایت میں "اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ" "علی کے چہرے کی زیارت عبادت ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے محمد بن عثمان بن ابوشیبہ سے ذکر کیا ہے۔ اور احمد بن بُدَیل یامی سے اور یحیٰ اور اعمش نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور یامی کو امام احمد نے صدوق اور ثقہ کہا ہے۔ اس کے باقی راوی صحیح بخاری کے ہیں۔ (محشی عبدالعزیز کشمیری ...... ترجمہ: رضاءالحق غفرلہٗ)

..........ے

آنچہ زرمیشود از پرتو آں قلب سیاہ

کیمیائیست کہ درصحبت درویشاں است

ترجمہ:درویشوں کی صحبت ایسی کیمیاہے کہ جس سے تاریک دل سونا بن جاتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرانے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء (رحمۃ اللہ علیہ)پالکی میں سوار کہیں تشریف لے جارہے تھے ایک جگہ آپ کو بہت زیادہ بھیڑ نظر آئی۔آپ نے اپنے خادموں سے دریافت کیا کہ کیسی بھیڑ لگی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہاں ایک درویش تشریف رکھتے ہیں۔ان کے پاس ان کے معتقدین کا یہ ہجوم لگاہے آپ نے فرمایا کہ میرا محافہ اس درویش کے پاس لے چلو تاکہ میں بھی شرف ملاقات حاصل کرلوں جب آپ کی پالکی درویش کے قریب پہونچی تو آپ نے کچھ دیر تک درویش پر نظر کی پھر فرمایا کہ پالکی یہاں سے واپس لے چلو،چنانچہ پالکی وہاں سے واپس لے جائی گئی جب کچھ راستہ طے ہوگیا آپ کے اصحاب واحباب نے دریافت کیا کہ آپ(بغیر ملاقات کے)واپس کیوں ہوگئے حضرت نے استفسار کے جواب میں فرمایا کہ درویش سے ملاقات کا مقصود اس کی نعمت کا معلوم کرنا تھا کہ وہ کس دولت ونسبت کا مالک ہے جب اس کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس کوئی نعمت نہیں ہے بلکہ ایک درویش کی نظر اس کے پردۂ بنی پر پڑگئی تھی جس کے باعث اس کو یہ جمعیت حاصل ہوگئی(اتنی مخلوق)اس کے پاس جمع ہے مجھے امید ہے کہ اس نظر کی برکت سے سعادت ابدی اور دولت سرمدی بھی اس کو مل جائے گی ؎

سرفراز راہبیں کاندرز ماں　　　　می دہند از یک نظر ہر دو جہاں

خیمۂ گردوں بپا آوردہ اند　　　　از طناب ہمت دریا دلاں

شمع خورشید جہاں میرد بدم گردذرۂ درخشندہ از نور شان

(ترجمہ: سر فراز بندوں کو دیکھو کہ وہ ایک نظر سے دونوں جہاں عطا فرمادیتے ہیں یہی وہ حضرات ہیں کہ خیمۂ گردوں (آسمان کا شامیانہ) انہی دریادل حضرات کی ہمت کی طنابوں سے قائم ہے۔ آفتاب جہاں کی روشنی بھی ماند پڑجاتی ہے اگر ان کے نور کا ایک ذرہ بھی چمکتا ہے

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا: منقول ہے کہ ایک قاتل کو قتل کی سزا میں سولی پر چڑھایا گیا۔ اسی رات میں اس کے کسی عزیز نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہی قاتل بہشت کے باغوں میں سیر کررہا ہے اور جنت میں ہر طرح کی نعمتیں اس کو میسر ہیں اس قاتل سے اس کے عزیز نے دریافت کیا کہ تو دنیا میں ایک بہت بڑا قاتل تھا آخرت میں یہ مرتبہ تجھ کو کس طرح حاصل ہو گیا؟ اس نے جواب دیا کہ جب مجھے پھانسی پر چڑھایا گیا تو حضرت حبیب عجمی قدس سرہٗ ادھر سے گذر رہے تھے انہوں نے نظر شفقت سے مجھے دیکھا تھا اور میرے لئے دعا فرمائی تھی، حق تعالیٰ نے ان کے دیدار کی برکت سے مجھے یہ مرتبہ عطا کیا ہے

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد کیا کہ جس نے بہت سے مشائخ کی زیارت کی ہے وہ اتنا ہی افضل و برتر ہے اس شخص سے جس نے کم مشائخ کا دیدار کیا ہے۔ گروہ صوفیہ میں دیدار مشائخ کے فوائد کے سلسلے میں اسی طرح کی تفصیل مذکور ہے۔

منقول ہے کہ شیخ ابوالحسن جو نیشاپور کے مشائخ متاخرین میں سے تھے وہ نیشاپور کے مشائخ کے دیدار سے بہت بہرہ ور تھے انہوں نے شیخ ابوعثمان حیری اور شیخ محفوظ کی نیشاپور میں زیارت کی اور سمرقند میں محمد فضیل بلخی، بلخ میں محمد فاضل، جرجان میں، علی رے میں، ابویوسف بن ابوالحسن بغداد میں جنید ورویم و سمنون ابن عطا و حریری شام میں، طاہر مقدسی و ابن جلا و ابوعمر دمشقی مصر میں ابوبکر وراق و ابوعلی رودباری کی صحبت

پائی اور اسی طرح کے دوسرے بہت سے مشائخ کی انہوں نے زیارت کی ہے اور ان سے بہت سی احادیث نقل کیں ایک روز شیخ عبداللہ خفیف اور شیخ ابوالحسن ایک تنگ پُل سے جب گذرنے لگے تو عبداللہ خفیف نے ان سے کہا کہ تم پہلے آگے چلو۔ ابوالحسن نے کہا کہ مجھ میں ایسی کون سی فضیلت ہے کہ آپ کے آگے چلوں انہوں نے فرمایا کہ آپ نے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی کو دیکھا ہے اور میں نے نہیں دیکھا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ الاسلام کا ارشاد ہے کہ اس طائفہ صوفیہ کے لئے سب سے عظیم نسبت مشائخ کا دیدار اور ان کی صحبت ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ پیروں کا دیدار صوفیہ کے فرائض میں سے ہے کہ مشائخ اور پیروں کے دیدار سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

حدیث قدسی میں وارد ہے:

مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِی سَأَلْتُ فَلَمْ تُجِبْنِیْ(۱)

(میں بیمار ہوا تو نے عیادت نہیں کی میں نے سوال کیا تو نے جواب نہیں دیا۔)

شیخ الاسلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی! یہ کیا ہے جو تو نے اپنے

---

(۱) مسند احمد بن حنبل میں اس سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِی اَبِی حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِیعَةَ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی جَعْفَرَ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ اَبِی سَعِیْدٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنَّهٗ قَالَ مَرِضْتُ فَلَمْ یَعُدْنِی ابْنُ آدَمَ وَظَمَأْتُ فَلَمْ یَسْقِنِی ابْنُ آدَمَ فَقُلْتُ اَتَمْرَضُ یَارَبِّ قَالَ یَمْرَضُ الْعَبْدُ مِنْ عِبَادِیْ مِمَّنْ فِی الْاَرْضِ فَلَایُعَادُ فَلَوعَادَهٗ کَانَ مَایَعُودُهٗ لِی وَیَظْمَأُ فِی الْاَرْضِ فَلَایُسْقٰی فَلَوسُقِیَ کَانَ مَا سَقَاهُ لِی۔

دوستوں کو مرتبہ دیا ہے کہ جس نے ان لوگوں پالیا اس نے تجھے پالیا اور جس نے ان لوگوں کو نہیں پہچانا اس نے تجھ کو نہیں پہچانا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَتَرىٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَايُبْصِرُوْنَ﴾(۱)

(اور تو ان کو دیکھتا ہے جو تیری طرف نظر کرتے ہیں لیکن وہ تجھ کو نہیں دیکھتے ہیں۔)

لیکن یہ بات جوانمردوں (اہل اللہ) سے تعلق رکھتی ہے تو جوانمرد (اہل اللہ) کو چاہئے کہ جوانمرد (اہل اللہ) کو دیکھے جس نے جوانمرد کو دیکھا گویا اس نے حق کو دیکھ لیا اس لئے کہ حق اس کے ساتھ ہے۔

(شیخ الاسلام فرماتے ہیں) القصہ جلوۂ حق، کبھی کبھی ایک غلام کو ایک غلام کے ہاتھ سے یکایک مل جاتا ہے خود کو اس غلام کے بہانے سے لوگوں کی نگاہوں میں جلوہ آرا کرتا ہے تاکہ آنکھیں اس کے دیدار سے آسودہ ہوں لیکن جب یہ حقیقت رخصت ہو جاتی ہے تو پھر وہ غلامی میں آجاتا ہے اور اگر وہ حقیقت میں آزاد ہو گیا ہے تو پھر وہ غلامی میں واپس نہیں آتا اور یہ صحیح ہے کہ غلامی کا فتنہ غلامی ہی سے پیدا ہوتا ہے اس طرح ایک حقیقت سے ہزاروں بہانے پیدا ہوتے ہیں جب بہانہ ختم ہو گیا تو حقیقت جلوہ نما ہو گئی۔ ہاں! اس کام کو کون انجام دے سکتا ہے یہ تو انسان کے بس کا کام نہیں ایک کی نظر بہانے پر ہے اور ایک کی نظر حقیقت کار پر ہے۔ ایسے شخص کی نظر میں بہانے کی کیا حقیقت۔

قطعہ

صورت درویش را کردہ حجاب — حق فرود آید بمعنیٰ در نقاب

دیدگان معنیٰ بدید از صورتش — دیدہ حق واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: صورت درویش کو تو ایک پردہ بنالیا ہے حق تو در حقیقت اس نقاب اور پردہ میں ہے

---

(۱) پارہ ۹ سورۂ اعراف

وہی اس کا نظارہ کر سکتا ہے جس نے صورت میں معنیٰ (حق) کو تلاش کیا پس اس نے حق کو دیکھ لیا۔ واللہ اعلم بالصواب

کہا گیا ہے کہ حضرات صوفیہ میں زیارت مشائخ ایک بڑی نسبت ہے اور ایک بلند مقام ہے کہ کسی شخص کے بارے میں یہ کہا جائے کہ فلاں صاحب نے فلاں مرشد محترم کی زیارت کی ہے یا فلاں شیخ کی صحبت سے بہرہ اندوز ہوا ہے۔ پس دیدار مشائخ کو بہت غنیمت سمجھنا چاہئے کہ پیروں کے دیدار کا موقع اگر ہاتھ سے نکل گیا تو تو پھر اس کو نہیں پا سکتا ہے حضرت شیخ الاسلام فرماتے تھے کہ فن حدیث اور دوسرے علوم دینیہ میں میرے شیوخ بہت ہیں لیکن تصوف و حقیقت میں میرے شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اگر میں ان کے دیدار سے مشرف نہ ہوتا اور ان کی ارادت کا شرف نہ پاتا تو میں حقیقت کو نہیں جان سکتا تھا۔ نفس اور حقیقت میں آویزش ہوتی رہتی۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ہر چند کوئی شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہو اور صغیرہ گناہوں سے بھی نہ بچتا ہو۔ اگر کسی درویش کی نظر کیمیا اثر اس پر پڑ جائے تو بہت جلد اس کو مناہی و معاصی کے گرداب سے نکال کر انابت و توبہ کے ساحل پر وہ شیخ پہنچا دے گا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں یہ واقعہ بیان فرمایا:

شیخ عیسیٰ میاد یمنی ایک بازاری عورت کے پاس سے گذرے آپ نے اس فاحشہ عورت سے فرمایا کہ میں عشا کی نماز کے بعد تیرے پاس آؤں گا یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی اور خود کو خوب بنایا سنوارا اور لباس فاخرہ پہن کر بیٹھ گئی نماز عشا کے بعد شیخ اس کے یہاں پہنچے اور اس کے گھر میں دو رکعت نماز ادا فرما کر باہر نکل آئے اسی وقت اس فاحشہ کی حالت دگر گوں ہو گئی آلات فسق توڑ پھوڑ کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور سارا مال و متاع خیرات

کر دیا۔ شیخ نے اس خاتون کا نکاح اپنے ایک مرید سے کر دیا اور اس درویش سے کہا کہ اس نکاح کی دعوت ولیمہ کر و اور اس میں عصیدہ پکاؤ اور اس کے لئے روغن خرید و وہاں کے ایک رئیس کو جو اس خاتون کی طرف مائل تھا یہ قصہ سن کر بہت تعجب ہوا۔

بیت

فتادہ کشتی اندر بحر عصیاں　　　　که بیرونش کند جز لطف یزداں

ترجمہ: وہ کشتی جو بحر عصیاں میں ڈانواں ڈول ہو رہی ہے اس کو خدا کی مہربانی کے سوا کون ساحل سے لگا سکتا ہے۔

اور جب یہ رئیس کو معلوم ہوا کہ اسے ایک درویش کے نکاح میں دے دیا گیا ہے لیکن ولیمے کے عصیدہ کی تیاری کے لئے روغن نہیں ہے تو امیر نے از راہ تمسخر دو بوتلیں شراب سے بھری ہوئی شیخ کے پاس بھیج دیں اور کہلا بھیجا کہ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی اور میں یہ دو بوتل روغن بھیج رہا ہوں اس کو عصیدہ میں ڈال کر کھائیں جب امیر کا فرستادہ پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آنے میں بہت دیر کر دی پھر ان دونوں بوتلوں میں جو کچھ تھا عصیدہ میں ڈال دیا اور فرستادہ سے فرمایا بیٹھو اور کھاؤ عصیدہ میں پڑا ہوا روغن اس قدر لذیذ تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کھایا تھا۔ رئیس کو جب اس کرامت کی خبر ہوئی تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے ہاتھ پر توبہ کی۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ کے مریدوں اور اصحاب میں باہمدگر اس قدر اخلاص و اتحاد ہونا چاہئے کہ اسباب اور دوسرے ساز و سامان میں من و تو کا معاملہ پیدا نہ ہو کہ ایک کہے یہ پاپوش میری ہے اور دوسرا کہے کہ میری ہے تو یہ یگانگت اور خصوصیت کے خلاف بات ہو گی بلکہ کسی کو بھی ملکیت کا مدعی نہیں ہونا چاہئے کہ بے ملک ہونا ہی ان

حضرات (صوفیہ) کی صفت ہے ان کا ایک مالک ہے جس کے یہ سب مملوک ہیں اور مالک اپنی ملک میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔

قطعہ

چند چیز از روئ انصاف ای عزیز
شرط باشد درمیانِ دوستاں
اولاً تقدیم کام شاں بہ دل
برمراد خویشتن تو فرض دان
ثانی آں کز دشمنان ایں گروہ
دور باش از نزد ایشان در جہاں
ثالث آں باشد کہ اندر یک دگر
آنِ تو و آنِ ما نبود رواں

ترجمہ: اے عزیز! دوستوں کے درمیان از روئے انصاف چند چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے اور شرطِ دوستی ہے اول یہ کہ ان کی مرادوں کو اپنی مرادوں پر مقدم سمجھنا دوسرے یہ کہ جو لوگ ان درویشوں کے مخالف ہیں ان سے دور ہی رہنا تیسرے یہ کہ آپس میں یہ چیز میری ہے اور وہ چیز تیری ہے کا فرق اور دعویٰ نہیں ہونا چاہئے۔ ملک میں "من و تو" باقی نہیں رہنا چاہئے۔

ارادت کیا ہے؟

حضرت اشرف جہانگیر نے فرمایا: "اَلْاِرَادَۃُ ھُوَ تَوْفِیْقُ الْاِرَادَۃِ عَلٰی مُرَادِ اَصْحَابِہٖ"

ترجمہ:ارادت کے معنی ہیں اپنے ارادے کو دوستوں (اصحاب طریقت) کی مراد کے موافق کرلینا۔

یہاں یہ بات واضح ہونا چاہئے کہ شیخ ومرید کی سیرت اور آداب کا ذکر کلی سابقہ لطیفہ (۱) میں بیان ہو چکا ہے۔ یہاں ہم اصحاب طریقت اور طالبان سلوک کے تمام آداب بیان کرتے ہیں۔ اور یہ تمام آداب بطور ایجاز صرف اس ایک بات میں مندرج و متضمن ہیں کہ طالب صادق کو چاہئے کہ اپنے اصحاب(اصحاب طریقت) کی مراد کو مقدم رکھے اور اپنی ارادت کے حقوق سے جزوی اور کلی طور پر عہدہ برآ ہو۔

مثنوی

برمراد آنکو نہادہ پائی نیست ☆ بربساط قرب اورا جائی نیست

بلکہ برخود پای نہ ای ہوشیار ☆ تانہی پابر سریر وصل یار

ترجمہ: جس نے مرادوں پر پیر نہیں رکھا ہے بساط قرب پر اس کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اے ہوشیار! اپنے اوپر پیر رکھ تاکہ وصال یار کے تخت پر تو پیر رکھ سکے۔ (۲)

حضرت قدوۃ الکبرا فرمارہے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے مرشد، استاد اور والدین کی جانب بغیر وضو نظر نہ کرے، اسی طرح آسمان کی طرف بھی بغیر وضو نہیں دیکھنا چاہئے، دوسرے یہ کہ اپنے بڑوں کے سامنے گفتگو بہت کم کرے، دائیں بائیں نہ دیکھے جب تک ان کی مجلس میں حاضر رہے ایک جگہ جم کر بیٹھے اور پیرومرشد کھڑے ہوں تو خود بھی کھڑا ہو جائے، گفتگو میں پہل نہ کرے، اسی طرح چلنے میں بھی پیش قدمی نہ کرے، جہاں تک ممکن ہو پیر کے آستانہ پر بغیر وضو کے حاضر نہ ہو، جب اندر داخل ہونے لگے تو آستانہ (دہلیز) کو بوسہ دینا اپنے اوپر لازم سمجھے، پیرومرشد کے سامنے نوافل بھی ادا نہ

---

(۱) لطیفہ:٦ لطائف اشرفی (۲) یعنی اپنی مرادوں اور آرزوؤں سے کنارہ کش ہو جا! تاکہ تجھے قرب یار حاصل ہو اور خود کو وصال یار کے لئے پامال کردے تاکہ تجھے وصال میسر ہو۔

کرے، اسی طرح دوسرے اورادووظائف بھی اس وقت نہ پڑھے، کہ پیر کے دیدار سے ان میں سے کوئی شے بھی بالاتر نہیں ہے۔ مرشد کادیداران سب سے بالاتر ہے۔

قطعہ

اگر باشد نظر بر قامت شیخ ☆ نمازی گر گزارد سہو باشد
نماز مقتدی عشق آنست ☆ کہ در محراب ابرو محو باشد

ترجمہ: اگر مرید کی نظر قامتِ شیخ پر ہے تو اس وقت وہ اگر (نفلی) نماز ادا کرے گا تو یہ بھی بھول ہو گی کہ مقتدی عشق کی نماز تو بس یہی ہے کہ وہ محراب ابرو کے دیدار میں محور ہے۔

مرشد کے سامنے جانماز بھی نہیں بچھانا چاہئے۔ اگر اس بات کا یقین ہو کہ وقت مقررہ کا کوئی وظیفہ فوت ہو جائے گا اور کوئی دوسری جگہ ایسی نہیں ہے کہ مصلّٰی بچھایا جائے تو شیخ کے عقب میں جا کر اس کو ادا کرے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ افتراش سجادہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو سجادۂ نماز ہے دوسرے وہ سجادہ ہے کہ جس پر ہمیشہ بیٹھا جاتا ہے اس پر بیٹھنا بھی بغیر مرشد کی اجازت کے درست نہیں ہے۔ بعض مشائخ چوکور نہالچہ بیٹھنے کے لئے بنا لیتے ہیں اور اس پر بیٹھتے ہیں یہ بھی رعونت سے خالی نہیں ہے، لیکن اکثر بزرگ ایسا کرتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا توزری کے سجادہ پر اکثر جلوس فرمایا کرتے تھے۔ منقول ہے کہ حضرت شیخ برہان الدین غریب؛ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی اجازت کے بغیر سجادہ پر بیٹھا کرتے تھے ،جب یہ بات حضرت سلطان المشائخ نے سنی تو آپ نے اس کو پسند نہیں فرمایا اور شیخ برہان الدین غریب سے آپ ناراض ہوگئے۔ انہوں نے ہر چند عذر خواہی کی لیکن آپ کی ناگواری دور نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہٗ نے آپ کی

سفارش کی تب آپ نے معاف کیا۔

قطعہ

خطائی گر رود از دست درویش ☆ صواب آنست کہ آردپای مردی

چو مجد الدین بہ نجم الدین کبریٰ ☆ بیاردپائی مردی پائی مردی

ترجمہ: اگر کسی درویش سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو درست طریقہ یہی ہے کہ اس کی معافی کا خواستگار ہو جس طرح شیخ مجد الدین سے جب شیخ نجم الدین کبریٰ کے حضور میں ایک غلطی سرزد ہوئی تو انہوں نے جوانمردی سے کام لیتے ہوئے آپ سے معافی مانگی۔

شیخ کی طرف پیٹھ نہ کرے

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ: جہاں تک ممکن ہو شیخ کی طرف پیٹھ کرنے سے گریز کرے اگر فاصلہ بہت زیادہ ہو تو پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے البتہ جب قریب ہو تو اس کو ملحوظ رکھے، پیرو مرشد کے حضور میں جس قدر بھی عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرے گا اسی قدر اس کی راہ (سلوک و طریقت) میں ترقی ہوگی اور شیخ کی خدمت میں جس قدر عجز و انکسار کرے گا وہ اس کے عروج کا باعث ہوگا۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک مرید سے آپ کا سامنا ہوا وہ مرید فوراً گھوڑے سے نیچے اتر پڑا اور شیخ (جو خود بھی گھوڑے پر سوار تھے) کے زانو کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا اور نیچے، اس نے اور نیچے آپ کی پنڈلی کو بوسہ دیا، شیخ نے فرمایا اور نیچے، اس نے اور نیچے بوسہ دیا، لیکن شیخ یہی فرماتے رہے اور نیچے، یہاں تک کہ اس مرید نے گھوڑے کے سم (کھر) کو بوسہ دیا۔ تب حضرت شیخ نے فرمایا تم کو معلوم ہے کہ ہم نے تم سے اسقدر نیچے بوسہ دینے کا حکم کیوں دیا؟ مرید نے کہا

حضرت شیخ اس بات کو زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا اس منزل پر ہم تمہارا عروج ملاحظہ کر رہے تھے۔(۱)

قطعہ

مریداں را تنزل پیش پیراں ☆ بہر نوعی کہ شد معراج باشد

رود ہر چند لؤلؤ در تک بحر ☆ بر آید بر سر و بر تاج باشد

ترجمہ: مریدوں کا شیخ کے حضور عجز و انکسار جس قدر بھی ہوتا ہے وہ ان کے عروج کا سبب ہوتا ہے۔ دیکھو! موتی سمندر کی تہہ میں چلا جاتا ہے اور جب نکلتا ہے تو یہ عروج ملتا ہے کہ تاج اور سر کی زینت بنتا ہے۔

مرید کو چاہئے کہ مرشد سے ملاقات کے وقت جوتیاں اتار دے اور پھر پیر و مرشد سے صرف سلام ہی پر اکتفانہ کرے بلکہ مرشد کی پابوسی کرے اور سر جھکالے، دست بوسی بھی کرے۔ اس فقیر کے خیال میں سوائے پابوسی کے سلام نہ کرے۔ سر جھکالے اور دست بوسی بھی نہ کرے۔

نماز کی امامت مرشد کو یا سر حلقہ کو کرنا چاہئے۔ اگر پیر کا حکم ہو کہ نماز پڑھائے تو فوراً آگے بڑھ جائے کہ اس میں ایک حکمت ہے۔ امامت ختم ہوتے ہی مرید کو چاہئے کہ بعجلت تمام اپنی جگہ پر چلا جائے۔ دعا اور مناجات شیخ کیلئے چھوڑ دے تاکہ وہ دعا و مناجات کرے۔

اگر مرشد یا اکابر کا بچا ہوا پانی یا کھانا مل جائے یا کوئی کھایا ہوا پھل تو اس کو کھڑے

---

(۱) یہی روایت سلطان المشائخ نے بابا فرید گنج شکر کے حوالے سے شیخ ابوالخیر ہی کے بارے میں ذکر فرمائی ہے۔ مولانا واحد بخش سیال چشتی صابری: مقام گنج شکر ص ۱۹۴

ہو کر کھائے اور اس کو ایک نعمت جانے(۱)، پیر کا خرقہ جہاں تک ہو سکے بغیر وضو کے نہ پہنے۔ پاخانے یا کسی اور ناپاک جگہ پر اکابر کے خرقہ کو پہن کر نہ جائے، جیسا کہ حضرت روز بھان بقلی کا واقعہ ہے کہ وہ ایک گانے والی کی محبت میں مبتلا ہو گئے اور یہ بات کسی اور شخص کو معلوم نہیں تھی، اگرچہ وہ حسینہ کے حسن میں حسنِ حقیقت کا مطالعہ کرتے تھے(۲) لیکن اکابر کے خرقہ کو انہوں نے اتار دیا تھا۔ اس محبت کے باوجود ان کا وجد اور وجد میں نعرے لگانا اسی طرح جاری تھا لیکن پہلے وہ آہ وزاری خدا کے لئے تھی اور اب یہ نعرہ اور بیقراری اس مغنیہ کے لئے ہوتی تھی لوگ(اصحاب بصیرت) یہی سمجھتے تھے کہ یہ سب کچھ اللہ کی محبت میں ہو رہا ہے۔ چنانچہ آپ ایک دن حرم شریف کے صوفیہ کی مجلس میں آئے اور اپنی محبت کا قصہ ان لوگوں سے بیان کر کے کہا کہ میں اپنے حال میں کاذب نہیں بننا چاہتا اور خرقہ ان کے سپرد کر دیا اور مغنیہ کی خدمت میں آنے جانے لگے لوگوں نے اسے بتایا کہ تم سے محبت کے یہ مدعی ایک عظیم ولی اللہ ہیں۔ یہ سن کر اس نے توبہ کی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کیفیت کے پیدا ہوتے ہی مغنیہ کی محبت آپ کے دل سے زائل ہو گئی اس کے بعد آپ مجلس صوفیہ میں دوبارہ آئے اور خرقہ پھر پہن لیا۔

---

(۱)احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ صحابۂ کرام حضور کے آب وضو اور بچا ہوا کھانا کو کھڑے ہو کر استعمال کرتے تھے اور تمام آثار کو بطور تبرک استعمال فرماتے تھے اور محدثین تمام صالحین کا قیاس اسی پر کرتے ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ محشی عبدالعزیز کشمیری......ترجمہ: رضاءالحق اشرفی

(۲)سلسلۂ ملامتیہ کے بزرگوں کے بارے میں ایسے واقعات ملتے ہیں لیکن ان کا دامن ہر قسم کے داغ سے پاک صاف ہوتا ہے لھذا نام نہاد صوفیوں، بہروپیوں اور ڈھونگیوں کے غیر محرم عورتوں سے اختلاط اور ان سے معاشقہ کے لئے اس قسم کا واقعہ حیلہ نہیں بن سکتا۔

مرشد کا لباس جو ولایت کی خلعت اور اس کی عنایت کا لباس فاخرہ ہے اگر قسمت سے مل جائے تو اس کو کبھی نہ دھوئے، ہاں اگر پیر نے وہ لباس زیب تن نہیں کیا ہے تو اس کے دھونے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، اگر بطور امانت کوئی لباس سپرد کرے تو خیال رکھے کہ وہ لباس پیروں کے نیچے نہ آئے۔

اپنے پیر و مرشد کے یہاں حاضری دے یا اکابرین میں سے کسی کے یہاں حاضری کا موقع ملے تو خانقاہ، مسکن یا مکان کا جائزہ نہ لے، پیر و مرشد یا اصحاب مرشد کے ساز و سامان کو نہ دیکھے کہ یہ بھی ایک قسم کا سوال کرنا ہوگا۔ اگر کسی ساتھی یا دوست سے کوئی لغزش ہو جائے تو اشارے کنایہ میں تنبیہ کرے، اگر وضاحت کی ضرورت آہی پڑے تو تنہائی میں اس کا اظہار کرے۔ احباب آپس میں ادب کو ملحوظ رکھیں اور یہ جو کہا گیا ہے کہ صحبت بے تکلف ہونا چاہئے اس سے مراد یہ ہے کہ دوستوں سے اپنی تعظیم کا خواستگار نہ ہو اور نہ خود اپنی طرف سے ایسا ادب کا اظہار کرے سوائے اس صورت کے کہ آپس میں خصوصی روابط ہوں۔(۱)

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ مجھے یہ بات بہت عجب معلوم ہوتی ہے کہ لوگ کہتے ہیں فلاں میرا یار ہے اس لئے کہ یار کا یار ہونا اور یاری کی شرائط بجا لانا بہت ہی مشکل کام ہے بلکہ جان سے گذر جانے سے بھی مشکل ہے البتہ یہ کہنا کہ ہم ایک دوسرے کے آشنا ہیں۔

غزل

ای دریغا در زمانہ یار نیست ☆ یار چہ بود در جہاں اغیار نیست
زانکہ اغیار از قسیم یا رشد ☆ یار کو اندر سخن بیدار نیست

---

(۱) مثلاً استاذ شاگرد والا رشتہ

شرط ادنیٰ درمیان دوستاں☆جاں سپردن باشداندریار نیست

یار نزدیک ست از نور دو چشم ☆ لیک در چشم تواین انوار نیست

نور او تاباں تر از خورشیدِ چرخ☆ ہست چشم موش را دیدار نیست

اشرف آں یارے کہ دیداز چشم خویش ☆وصف او را قوت گفتار نیست

ترجمہ:۱-ہائے افسوس!کہ اس دنیا میں کوئی یار موجود نہیں ہے،یار تو یار ہے اغیار بھی ناپید ہے۔

۲-اس لئے کہ اغیار بھی یار ہی کی ایک قسم ہے(کہ وہ یار کا یار ہوتا ہے)لیکن جب یار ناپید ہے تو اغیار کی بات واضح نہیں ہے(یار نہیں تو اغیار کہاں سے آئے گا؟)

۳-دوستوں کے درمیان دوستی کی ادنیٰ شرط جان سپردن ہے(اپنی جان دوست کے حوالہ کردینا ہے جو کہ اب نہیں پائی جاتی)

۴-حقیقت میں حقیقی دوست تو دو آنکھوں کے نور سے بہت قریب ہے لیکن محرومی کا باعث یہ ہے کہ تیری آنکھوں میں وہ نور نہیں ہے۔

۵-وہ تو خورشیدِ فلک سے بھی زیادہ تاباں اور درخشاں ہے لیکن قصور چھچھوندر کا ہے جو اس کو نہیں دیکھ سکتی۔

۶-اے اشرف!اس دوست کا نظارہ جس نے بھی کیا ہے وہ اس کا وصف بیان نہیں کر سکتا کہ اس کے وصف کو بیان کرنے کے لئے قوت گفتار ہی نہیں ہے۔

آداب لباس

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ:اس طائفہ علیّہ(صوفیہ)کے یہاں آداب لباس یہ ہیں کہ ایسا لباس پہنا جائے جس سے رعونت پیدا نہ۔صوفیہ کا لباس ان کے مقام ومرتبہ کے

لحاظ سے ہوتا ہے یعنی جو لباس جس مقام کے لئے مخصوص ہے وہ مقام حاصل کئے بغیر اس کو پہننا مناسب نہیں ہے مبتدی کے لئے ایسا لباس پہننا جس سے تکبر اور رعونت پیدا ہو بالکل منع ہے۔ منتہی حضرات کے لئے منع نہیں ہے(ا) کہ وہ ان مراحل سے بالاتر ہیں۔ عام طور پر حضرات صوفیہ جو لباس پہنتے ہیں وہی لباس استعمال کرنا چاہئے، باریک کپڑے پہننے سے اجتناب کرنا چاہئے، بعض حضرات نے اس سلسلہ میں یہ سمجھا ہے کہ باریک تہہ بند پہننے سے روکا گیا ہے لباس ایسا ہونا چاہئے جو باریک اور موٹے کے بین بین ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ: لباس کی زینت نماز کے لئے مخصوص ہونا چاہئے۔ لوگوں کے دکھاوے کے لئے نہیں ہونا چاہئے۔ منقول ہے کہ حضرت سفیان ثوری قدس اللہ سرہٗ نے ایک بار الٹا جامہ پہن کر نماز ادا کی جب وہ نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے کہا آپ الٹا جامہ پہنے ہوئے ہیں اس کو سیدھا کر کے پہن لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اب سیدھا کر کے پہننے سے کیا فائدہ؟ میں نماز تو پڑھ چکا ہوں اب کیا میں دکھاوے کے لئے سیدھا کر کے پہنوں! مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔

شعر

چہ کار آید لباس زیب و زینت ☆ چو بہر دیدن دلدار نبود

ترجمہ: اس لباس کی زیب و زینت سے کیا فائدہ؟ جو دلدار کے دکھاوے کے لئے نہ ہو۔

لباس کوتاہ ہونا چاہئے کہ زیادہ پاکیزگی اسی میں ہے خصوصاً ازار (تہہ بند) ٹخنوں

(ا) یعنی بندہ جب اس مقام پر پہنچ جائے جہاں پہنچ کر صرف وہ اللہ کا ہو جائے اور اس کا دل تکبر اور رعونت کی آلودگی سے پاک ہو جائے تو ایسا لباس جس سے عام طور سے رعونت پیدا ہو پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اب دل میں تکبر اور رعونت پیدا ہونے کا سوال نہیں اٹھتا۔

سے نیچے نہیں ہونا چاہئے اگر موٹا اور کھردرا کپڑا نفس کشی کے لئے پہنا جائے تو بہتر ہے۔
اگر نفیس کپڑا فقیر کی ستر پوشی کے بقدر ہو تو اس کو کام میں لائے نفیس یا معمولی کپڑے کا
پابند نہیں ہونا چاہئے بلکہ جیسا کپڑا بھی میسر آجائے وہ استعمال کرے۔

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ: وہ کسی مخصوص
کپڑے کے پابند نہیں تھے کبھی تو وہ دستار باندھتے تھے جو انہوں نے دس دینار میں خریدی
تھی اور کبھی اس عمامہ کو باندھتے تھے جس کی قیمت صرف دس پیسے تھی۔(۱) اسی طرح حضرت گنج
شکر قدس اللہ سرہٗ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کے پاس کہیں سے نفیس کپڑا آگیا تھا
آپ کا پیرہن اس کپڑے سے قطع کیا گیا لیکن کپڑا کم پڑ گیا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے
آپ نے پلاس (گزی) دے دیا۔ جب جامہ تیار ہو کر آیا تو اس نفیس کپڑے میں پلاس کا بھی
ایک ٹکڑا لگا ہوا تھا۔ اصحابِ خدمت نے اس پر بہت تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کہ ستر دونوں
سے یکساں حاصل ہوتا ہے، بہر حال مناسب یہی ہے کہ کپڑا اوسط درجہ کا ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب چراغدار چراغ روشن کرے (شیخ کی خانقاہ
میں یا خانۂ شیخ میں) تو اس وقت کے لئے صوفیہ میں جو دعا معمول ہے وہ یہ پڑھے:-

نَوَّرَاللّٰهُ قَلْبَكَ بِحُسْنِ شَرَارِالْمَحَبَّةِ وَالْمَعْرِفَةِ

ترجمہ: اللہ تیرے دل کو شرار محبت و معرفت کے حسن سے نورانی کرے۔

فتوح کا قبول کرنا

اسی سلسلہ میں فتوح کے قبول کرنے کا ذکر چھڑ گیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے

(۱) بعض نے کہا ہے کہ سچے فقیر کو ہر لباس جو وہ پہنے زیب دیتا ہے اور اس سے جاذبیت اور رعب
ٹپکتا ہے۔ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی (۴۹۰......۵۶۳) آداب المریدین

فرمایا کہ اگر صوفی کا کوئی روزینہ نہ ہو اور کسی کسب سے اسکو روزی حاصل نہ ہوتی ہو تو عبادت الٰہی اور بھائیوں کو نصیحت کرنے کی قوت کو بحال رکھنے کے لئے فتوح قبول کر لے۔(۱) ہمارے اسلاف کرام نے فتوح قبول کرنے میں یہ تفتیش ضروری کی ہے کہ فتوح نذر کرنے والا یہ جو کچھ بطور نذرانہ پیش کر رہا ہے اس کو یہ مال یا شے کس طرح حاصل ہوئی ہے۔ یعنی اخذ فتوح میں تفتیش کر لینا چاہئے، لیکن بعض مشائخ کرام اخذ فتوح میں صرف معطی حقیقی پر نظر رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو شبہ کے مال سے نہیں کھلواتا ہے ۔حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ ایک روز ہم حضرت علی ثانی؛ حضرت سید علی ہمدانی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ امرائے لاچین (ترک) میں سے ایک امیر نے دعوت میں بلایا اس نے حضرت علی ہمدانی کے امتحان اور آزمائش کے لئے مشتبہ طعام تیار کرایا تھا یعنی ایک ضعیفہ سے ایک مرغ زبردستی چھین کر پکوایا تھا اور ایک مرغ وجہ حلال سے (خرید کر) الگ پکوایا تھا۔ امیر نے باورچی سے کہہ دیا تھا کہ حلال اور حرام مرغ کو اس طرح دستر خوان پر رکھنا کہ وجہ حلال سے حاصل کیا ہوا مرغ میرے سامنے ہو اور مشتبہ مرغ شیخ کے سامنے رکھنا، جب کھانا سامنے رکھا گیا تو باورچی یہ بات بھول گیا اور اس نے حلال مرغ حضرت شیخ کے سامنے اور مشتبہ مرغ امیر کے سامنے رکھ دیا۔ جب کھانا کھا چکے اور ہاتھ دھونے کے لئے طشت لایا گیا تو اس وقت امیر نے شیخ علی ہمدانی سے کہا کہ حضرت میر آپ نے کھانے میں احتیاط نہیں برتی۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حلال کھانے والے کو حلال ہی کھلواتا ہے اور اس وقت بھی ایسا ہی ہوا ہے جب اس بات کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ

(۱) زید ابن خالد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس بغیر مانگے اور بغیر طمع نفس کے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ پہنچے تو چاہئے کہ قبول کر لے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی رزق ہے جو اللہ نے اس کے پاس بھیجا ہے۔ عوارف المعارف...... شیخ ابوحفص عمر بن عبداللہ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ بغداد)

جس ضعیفہ سے یہ مرغ چھینا گیا تھا وہ حضرت کی مریدنی تھی اور اس نے یہ مرغ حضرت کی فتوح میں پیش کرنے کے لئے پرورش کیا تھا اور امیر کے کسی غلام کو بھی یہ بات اس وقت بتادی تھی اور کہا تھا کہ یہ مرغ ایک درویش کی نذر کا ہے علاوہ ازیں دوسرا مرغ امیر کے کہنے کے مطابق اس کے سامنے نہیں رکھا گیا بلکہ حضرت شیخ کے سامنے رکھا گیا۔ امیر بہت شرمندہ ہوا توبہ کیا اور حضرت شیخ کے نیاز مندوں میں شامل ہو گیا۔(۱)

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ زر زکوٰۃ اور غیر شرعی طریقوں سے حاصل کیا ہوا مال فقیر کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔ زکوٰۃ مال کا میل کچیل ہے، علاوہ ازیں فتوح میں جو کچھ حاصل ہو اس کا ذخیرہ نہ کرے، نہ صبح کی فتوح کو شام کے لئے اسی طرح شام کی فتوح کو صبح کے لئے بچا کر نہ رکھے تاکہ وہ اس حکم کو بجالائے، "اَلْفَقْرُ بَذْلُ الْمَوْجُوْدِ تَرْكُ طَلَبِ الْمَفْقُوْدِ"۔ ترجمہ یعنی موجود کا خرچ کرنا اور غیر موجود کا ترک کرنا ہی فقر ہے۔ ہاں اگر اکابر کے اعراس یا کسی دوست کا قرض ادا کرنے کے لئے جمع کرے تو روا ہے۔ فتوح کو اصحاب مجلس میں تقسیم کر دینا چاہئے کہ تحفوں میں سب کا حصہ ہے "اَلْهَدَایَا مُشْتَرَكٌ" یعنی اگر فتوح بصورت لباس حاصل ہو تب بھی سب کو اس میں شریک کرے۔ جب گھر سے کسی شیخ کی زیارت کے لئے نکلے اور راستہ میں کچھ فتوحات میسر آئیں تو سب اسی شیخ کی خدمت میں پیش کرے، ورنہ شرکت سے تو کسی حال میں محروم نہ کرے۔ اکابر و شیوخ کی خدمت میں کبھی خالی ہاتھ نہ جائے، کوئی چیز بطور ہدیہ ضرور ساتھ لے خواہ وہ پھول یا سبزہ ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ زَارَ كَرِيْماً صِفْرَ الْيَدَيْنِ رَجَعَ مُصْفَرَّ الْخَدَّيْنِ" ترجمہ: جس نے کسی کریم سے خالی ہاتھ ملاقات کی تو وہ زرد رو ہو کر لوٹا۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین کو حرام مال سے بچاتا ہے۔ اول تو شیخ نے اس مرغ کو تناول فرمایا تھا جو حلال تھا اور باورچی نے بھول کر حلال مرغ شیخ کے سامنے رکھ دیا تھا اور اگر یہ صورت نہ ہوتی پھر بھی شیخ کو وہ مرغ ملتا جو آپ کی مریدہ کی طرف سے نذر کا تھا۔ بہر حال شیخ اکل حرام سے محفوظ رہتے۔

درویش بھی زائر کو کچھ نہ کچھ تبرک ضرور دے چاہے ایک گھونٹ پانی ہی ہو حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ زَارَ حَيّاً وَّلَمْ يَذُقْ مِنْهُ شَيْئًا فَكَاَنَّمَا زَارَ مَيِّتاً

(ترجمہ: جس نے کسی زندہ سے ملاقات کی اور اس کے یہاں کچھ نہ چکھا تو گویا کسی مردے سے ملاقات کی۔)

اس سلسلہ میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک طالبِ طریقت کسی عزیز (درویش) کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا اس کے پاس پیش کرنے کے لئے کوئی تحفہ موجود نہ تھا اس نے ایک ڈھیلا ہاتھ میں لے لیا وہاں پہنچکر وہی ڈھیلا پیش کر دیا۔ اتفاق سے وہی ڈھیلا ان درویش کو کام آیا۔

جب ملاقات کرنے والا درویش کی خدمت میں پہنچے اور اس کو کسی کام میں مشغول پائے جیسے دیوار اٹھانا اور جھاڑو دینا وغیرہ (مشائخ نے ہمیشہ یہ کام کئے ہیں) تو زائر کو چاہئے کہ اس کام میں اس کا ہاتھ بٹائے، جب کوئی درویش جمعہ یا چہار شنبہ یا مہینے کی پہلی کو از قسم ماکولات واجناس کچھ پیش کرے تو فوراً قبول کرلے اور کھانے کی چیزوں کو فوراً کھالے اس لئے کہ وہ لوگ جو کچھ پیش کرتے ہیں اس کے ساتھ ایک غیبی نعمت موجود ہوتی ہے جو اثر رکھتی ہے۔

از دست دوست ہر چہ ستانی شکر دہد

(ترجمہ: دوست کے ہاتھ سے جو کچھ ملتا ہے میٹھا ہوتا ہے)

اگر فتوح کرنے والا خود موجود ہو تو یہ دعائیہ کلمات کہے:-

"جَزَاكَ اللّٰهُ خَيراًوَّتَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنْكَ" اور اگر موجود نہ ہو تو اس طرح کہے: "جَزَاهُ اللّٰهُ

خَیرًا أَوْ تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنْہُ" درویش اگر جامہ یا جائے نماز (مصلیٰ) پیش کرے تو اللہ کے شکر میں دوگانہ ادا کرے۔ اور فتوح میں جو کچھ ملا ہے وہ اپنے شیخ کے حضور میں لے کر حاضر ہو، درویش جب کسی کی ملاقات کے لئے روانہ ہونے لگے تو خادم اس کے روانہ ہونے سے پہلے اس بزرگ کو مطلع کردے کہ فلاں آپ سے ملنے کے لئے آرہے ہیں تاکہ عدم ملاقات کا حجاب درمیان سے دور ہو جائے۔

مزارات کی زیارت کرنے کے بعد کسی مریض کی عیادت کو نہیں جانا چاہئے، اگر جانا بہت ہی ضروری ہو تو راستہ میں دوگانہ ادا کر کے عیادت کے لئے جائے۔ عیادت کے وقت مریض سے امید افزا اور حیات انگیز باتیں کرنا چاہئے اس کے خلاف نہ کرے۔ خوشی اور مسرت کی مجلس یا محفل میں غم انگیز باتیں نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح نکاح کی مجلس میں طلاق کا ذکر نہ کرے، غرضیکہ ہر محفل یا مجلس میں وہاں کے ماحول کے مطابق گفتگو کرے۔ چاندرات کو سفر کے دوران اگر امامت کرنے کا اتفاق ہو جائے تو ایسی آیات کی تلاوت نہ کرے جو عذاب الٰہی یا خشیت الٰہی پر مشتمل ہوں، ممکن ہے کہ کوئی شخص تلاوت کی جانے والی آیات سے فال لینا چاہتا ہو۔

اگر کوئی شخص ملاقات میں کنگھا بطور نذرانہ پیش کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ شانہ کسی چیز میں لپٹا ہوا ہو، شانے کو محفوظ کر کے نذر کرے، کھلا شانہ قطع محبت کا موجب ہوتا ہے، چنانچہ کاغذ یا کپڑے میں لپیٹ کر پیش کرے اسی طرح چھری بغیر غلاف کے نہ دے اس کا بھی وہی اثر ہوتا ہے اور اس کے ساتھ خربوزہ یا گوشت دے کیونکہ یہ دونوں چیزیں چھری سے بہت آسانی سے کٹ جاتی ہیں اسی طرح پانی کا برتن خالی نہ دے (بھر کر دے) مجلس میں سفید ریش درویش کو سیاہ ریش درویش پر مقدم رکھیں (آگے بٹھائیں) اسی طرح

محلوق (سر منڈا) کو غیر محلوق (بال والا) اور ملحق (احباب) کو غیر ملحق (اغیار) پر ترجیح دیں۔ اکابر صوفیہ اپنے احباب کو مصلا، تسبیح، شانہ وعصا اور چھاگل وغیرہ جو کچھ دیتے تھے ان میں سے ہر چیز میں حقیقت اور معنی کی طرف ایک اشارہ ہوتا تھا۔

زیارت قبور

اس مجلس میں زیارت قبور کا بھی ذکر چھڑ گیا تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ان اکابر کی زیارت کے بعد جو مسند ارشاد پر متمکن ہیں اکابر کے مزارات کی زیارت بھی ضرور کرنا چاہئے کہ بعض ارباب طریقت اور اصحاب معرفت نے اپنے مقصود حقیقی کو ان قبور کی زیارت وملازمت ہی سے حاصل کیا ہے چنانچہ حضرت مولانا زین الدین نے حضرت شیخ الاسلام شیخ احمد جامی کی روحانیہ مبارکہ سے رشد وبرکات الٰہی وفتوحات نامتناہی حاصل کی تھیں۔ جب وہ شدید ریاضات اور منتخب مجاہدات سے فارغ ہوئے تو شیخ الاسلام جامی کی روح پر فتوح ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے درد کی دوا ہمارے شفاخانہ میں رکھی ہے۔ مولانا زین الدین کا یہ دستور تھا کہ وہ سات سال تک مسلسل پاپیادہ اور اکثر برہنہ پا آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے رہے اور اس گنبد میں جو آپ کے مزار مبارک کے سامنے تھا جا کر کھڑے ہو جاتے اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہتے اور قدم قدم آگے بڑھاتے رہتے اور اسی طرح ایک ایک قدم بڑھاتے بڑھاتے سات سال کی مدت میں آپ کے مزار مبارک تک پہنچتے اور پورا قرآن ختم کرتے۔ مزار مبارک کے قریب پہنچ کر بھی کچھ وقت کھڑے رہتے کبھی دور اور کبھی نزدیک، آخر میں دور بیٹھ جاتے ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی آنحضرت کے اشارے کے مطابق تھا اسی طرح تیس سال کی مدت میں آپ نے ایک ہزار بار قرآن پاک کا ختم مکمل

کر لیا تب کہیں وہ اپنے مقصود کو پہنچے۔ حضرت شیخ الاسلام کی روحانیہ سے حکم ہوا کہ اب امام رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس کی زیارت کا اہتمام کرو، چنانچہ انہوں نے تعمیل ارشاد کی اور وہاں حاضر ہو کر انہوں نے فیض حاصل کیا اور گوناگوں نوازشوں سے سربلند ہوئے وہاں سے فیضیاب ہو کر وہ طوس کے مزارات مقدسہ کی زیارت کے لئے طوس پہنچے اور وہاں تمام مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک رات وہ حضرت شیخ ابو نصر سراج قدس سرہٗ کے مزار پر موجود تھے خواب میں سرور کونین ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: "کل شہر میں تمہاری ملاقات ایک ایسے درویش سے ہوگی جو عریاں رہتا ہے تم ان کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرنا، صرف سجدہ نہ کرنا"۔ جب صبح کو یہ شہر طوس کے اندر گئے تو ان کو شہر میں بابا محمود طوسی مجذوب بالکل اسی شکل و صورت کے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے، جیسے ہی انہوں نے مولانا کو دیکھا تو فوراً زمین پر لیٹ گئے اور نمدے سے مولانا ان کے قریب پہنچے اور کچھ دیر کھڑے رہے بابا محمود طوسی نے کچھ دیر کے بعد نمدے سے سر کو باہر نکالا اور خود کو مخاطب کر کے کہا: اے محمود! تو ایسے شخص کی تعظیم نہیں کرتا جس سے شیخ ابو نصر سراج کے مزار پر حضور اکرم ﷺ نے ملاقات فرمائی اور ان کو تیرا پتہ بتایا آسمان کے فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں۔ مولانا نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور ان سے کہا جایئے رودبار کے اولیاء آپ کے تشریف لانے کے منتظر ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں باریاب تھا کسی شخص نے شیخ قدس اللہ سرہٗ سے سوال کیا کہ بدن کو خاک میں ادراک نہیں ہے، جسم یہ ادراک روح سے کرتا تھا اب دونوں جدا ہو گئے ہیں اور عالم ارواح

میں کوئی حجاب نہیں ہے ایسی صورت میں کسی قبر پر جانے سے کیا حاصل ؟اس لئے کہ جس طرف بھی روح کی جانب توجہ کی جائے وہاں روح موجود ہو گی نہ کہ صرف قبر میں۔ حضرت شیخ نے یہ اعتراض سن کر فرمایا کہ قبر پر جانے کے بہت سے فائدے ہیں ایک تو یہ کہ تم کسی سے ملاقات کے لئے جاؤ تو جتنا زیادہ جاؤ گے اتنی ہی تمہاری جانب اس کی توجہ زیادہ ہو گی۔اسی طرح جب تم کسی قبر پر جاؤ گے اور صاحب قبر کی قبر کا مشاہدہ کرو گے تو صاحب قبر بھی پورے طور پر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے اور ان سے زیادہ فائدہ حاصل ہو گا۔ نیز یہ کہ روح کے لئے ہر چند حجاب نہیں ہے اور تمام عالم اس کے لیے یکساں ہے لیکن وہ بدن جس سے وہ ستّر سال تک متعلق رہی ہے اور اس کا حشر بھی اسی بدن کے ساتھ ہو گا اور پھر ہمیشہ ہمیش اسی بدن میں رہنا ہو گا پس روح اس جگہ کو اپنی نظر میں زیادہ رکھے گی بمقابلہ دوسری جگہوں کے۔اس صراحت کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایک بار میں اس جگہ گیا جو حضرت جنید قدس اللہ سرہٗ کی خلوت گاہ تھی۔ان کی اس خلوت گاہ سے مجھے ذوق تمام حاصل ہوا کیونکہ اس جگہ کو حضرت جنید کی صحبت سے فیض پہنچا تھا،جب میں اس خلوت گاہ سے باہر نکلا اور حضرت جنید قدس اللہ سرہٗ کے مزار پر حاضر ہوا تو وہاں وہ ذوق و کیف حاصل نہیں ہوا۔ میں نے یہ اپنے شیخ (مرشد) سے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ذوق جو تم کو اس خلوت گاہ میں حاصل ہوا وہ حضرت جنید کے باعث حاصل ہوا تھا یا نہیں ؟میں نے عرض کیا جی ہاں انہی کی بدولت نصیب ہوا۔ تب انہوں نے فرمایا کہ محض ایک جگہ کچھ عرصہ رہنے کے باعث کہ وہ اپنی تمام عمر میں چند بار ہی وہاں تشریف فرمارہے ہوں گے لیکن محض اس تعلق کے باعث تم کو وہاں سے ذوق حاصل ہوا تو پھر اس جسم سے جس میں وہ روح عرصہ دراز تک مسلسل رہتی رہی ہے یقیناً زیادہ ذوق حاصل ہونا چاہئے تھا۔ ممکن

ہے کہ تمہاری جس کے کسی اور امر میں مشغول ہونے کے باعث مزار پر تم کو وہ ذوق حاصل نہ ہوا ہو جو اس خلوت گاہ میں حاصل ہوا۔ خرقہ کے فیض پر غور کرو کہ جس کو کوئی صاحب دل پہن لیتا ہے اس سے کس قدر ذوق حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ بدن خرقہ سے نزدیک تر ہے (۱) تو اس سے اور زیادہ ذوق حاصل ہونا چاہئے۔ الغرض زیارتِ قبورِ مشائخ کے بہت سے فائدے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہاں سے حضور اکرم ﷺ کی روح مبارکہ ومقدسہ کی طرف توجہ کرے تب بھی فائدہ پائے گا اور اس کو کیف حاصل ہوگا لیکن اگر یہ عمل مدینہ منورہ میں پہنچ کر کرے اور ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس کے سفر کی تکلیف سے آگاہ ہیں، تو جب مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ کلیۃً اس کی طرف متوجہ ہوں گے اس فائدے کو اس فائدے سے کیا نسبت؟ اہل مشاہدہ اس بات کی تحقیق کر چکے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ مرنے والے زیارت کرنے والے کی آمد سے اور اس کی توجہ سے باخبر ہوتے ہیں اس لئے کہ عالم ارواح بہت ہی لطیف ہے، خصوصیت کے ساتھ حضرات مشائخ واکابر کی ارواح تو زائر کی معمولی توجہ ہی سے آگاہ اور باخبر ہو جاتے ہیں۔

منقول ہے کہ سلطان المشائخ (حضرت نظام الدین اولیاء) حضرت خواجہ قطب الدین اوشی قدس اللہ سرہٗ کے مرقد متبرک کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ پس اس وقت جب کہ سلطان المشائخ طواف میں مصروف تھے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میری اس توجہ سے حضرت کی روحانیہ مبارکہ کو آگاہی ہو رہی ہے یا نہیں۔ اسی وقت خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ کے مرقد منور سے ایک آواز بلند ہوئی جس سے فصیح زبان میں

---

(۱) خرقہ کے بالمقابل بدن روح کے زیادہ قریب ہے۔

اس شعر کا مفہوم واضح ہو رہا تھا۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن

من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

مداں خالی از ہم نشینی مرا

بہ بینم ترا، گر نہ بینی مرا

ترجمہ: مجھے تم اپنی طرح ہی زندہ شمار کرو کہ تم تو جسم کے ساتھ یہاں آئے ہو اور میں یہاں جان کے ساتھ ہوں۔ مجھے تم اپنی ہم نشینی سے جدا نہ سمجھو میں تم کو دیکھ رہا ہوں اگرچہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ صوفی جب کسی شہر میں داخل ہو تو سب سے پہلے ان اکابر حضرات کی پابوسی کی سعادت حاصل کرے جو بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ اس کے بعد مشائخ و اکابر کی قبور کی زیارت سے شرف حاصل کرے اور اگر زائر کے مرشد کا مزار اس شہر میں موجود ہے تو سب سے پہلے اس مزار کی زیارت کرے ورنہ جن اکابر کے بارے میں لوگ اس کو مطلع کریں ان کے مزارات کی زیارت کرے۔ پھر اس کے مرید کی اور اس کے بعد اس کے مرید کے مزار کی زیارت کرے۔

اکابر کے مزارات پر پیشانی رکھنا

اکابر کے مزارات پر پیشانی رکھنے کے بار یمیں علما نے بحث کی ہے اور اس کو جائز قرار نہیں دیا ہے لیکن حضرات مشائخ میں اس سلسلے میں اختلاف ہے اس فقیر (حضرت سید اشرف جہانگیر) کے خیال میں جیسا کہ میں نے سیاحت کے دوران بہت سے اکابر کے یہاں مشاہدہ کیا ہے کہ جس کسی ہستی کے ساتھ زندگی میں ادب و تعظیم سے پیش آتے تھے

مرنے کے بعد بھی اسی ادب اور تعظیم کو انہوں نے روا رکھا ہے جیسے والد استاد مرشد اور ان جیسے دوسرے بزرگ حضرات جن کی تعظیم واجب ہے۔ لیکن مشائخ کے سامنے زمین پر پیشانی رکھنے کو بعض مشائخ نے روا رکھا ہے اور جب کبھی ان کے کسی مرید نے فرط ارادت اور غایت شفقت سے ان کے سامنے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی تو انہوں نے مرید کو اس عمل سے منع نہیں فرمایا لیکن اکثر مشائخ نے اس سے اجتناب کیا ہے اور اپنے مریدوں کو اس سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ سجدۂ تعظیمی سابقہ زمانے میں جائز تھا اور اب منسوخ ہے (۱) لیکن میرے مخدوم شیخ علاؤالدین گنج نبات جب نماز جمعہ و نماز عیدین سے فارغ ہو کر واپس تشریف لاتے تو ہزاروں لوگ آپ کے قدموں پر سر رکھتے تھے اور وہ لوگ جو آپ کے قدم ہائے مبارک پر سر نہیں رکھ پاتے تھے وہ دور ہی رہ کر زمین پر سر رکھ دیتے تھے ایک ملاّ نے اس سلسلہ میں آپ سے استفسار کیا اور کہا کہ یہ بات تو شریعت میں منع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو بہت زیادہ منع کرتا ہوں اور باز رکھنا چاہتا ہوں لیکن وہ ایسا کرنے سے باز ہی نہیں آتے۔ مختصر یہ کہ اسطرح آپ نے بہت ہی انکساری کی باتیں فرمائیں طالبان صادق اور دوستان واثق جب شیخ کے آئینہ (رخ) میں اس جمال حقیقی کو دیکھتے ہیں یعنی شیخ کی صورت میں جب حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو بے اختیار ہو کر (۲) سر زمین پر رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔

بیت

سری کو در خور ایثار نبود ۔۔۔ مرا باایں سر سرو کار نبود

---

(۱) جیسا کہ صحیح احادیث میں سجدہ تحیت سے منع کیا گیا ہے۔ رضاء الحق اشرفی

(۲) بے خودی میں سجدۂ در یا طواف ۔۔۔ جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا ۔۔۔ (اعلحضرت بریلوی)

ترجمہ: وہ سر جو ایثار کے قابل نہیں ہے ایسا سر مجھے ہر گز نہیں چاہئے۔

اس سجدے کے جواز کے سلسلہ میں بعض اصحاب نے شرعی روایتیں (تاویلیں) بھی پیش کی ہیں مثلاً کتاب الملتقط میں کہا گیا ہے کہ سجدے کی دو طرفیں ہیں (دو طرح) کے ہیں طرف تعظیم و طرف عبادت۔ سجدہ تحیۃ انسان کے لئے ہے اور سجدۂ عبادت صرف اللہ کے لئے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سجدہ تحیۃ بمنزلہ سلام کے ہے پس شیوخ کے سامنے دونوں رخساروں کو زمین پر رکھنے میں ہرج نہیں ہے۔ سجدہ دو طرح کا ہے۔ سجدہ عبادت اور سجدہ تحیۃ پس پہلا یعنی سجدۂ عبادت وہ مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اور دوسرا یعنی سجدہ تحیۃ کسی کی تکریم بجالانے کے لے ہے اور اس کے پانچ محل اور موقع ہیں یعنی سجدۂ تعظیم پانچ موقعوں پر روا ہے۔

۱-اُمت کا اپنے نبی کو

۲-مرید کا پیر کو

۳-رعیت کا بادشاہ اسلام کو

۴-اولاد کا والدین کو

۵-غلام کا آقا کو

ان پانچ مواقع پر سجدہ کرنے کی ہر حال میں اجازت ہے جب انسان کسی انسان کو سجدہ تعظیمی کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح کوئی شخص بادشاہ یا اس کے علاوہ کسی انسان کو سجدہ (تعظیمی) کرے اور اس کی نیت صرف تعظیم و تکریم ہو نماز نہ ہو تو وہ کافر نہیں ہوتا۔ یہ تمام تصریحات فتاویٰ قاضی خاں و صغیر خانی و تیسیر، سراجی و خانی اور کافی میں

موجود ہیں (یہ کتب فقہ اہل سنت کی مشہور کتابیں ہیں) کتاب مرصاد العباد میں کہا گیا ہے کہ مشائخ کے سامنے سر کو زمین پر رکھنا سجدہ نہیں ہے بلکہ یہ معبود حقیقی کے اس نور ذات و صفات کی تعظیم و تکریم ہے جو مشائخ میں جلوہ گر ہے۔(۱)

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب زیارت قبور کے لئے جائے تو مزار کے پائیں سے داخل ہو اور تین یا سات بار مزار کا طواف کرے(۲) اس کے بعد مزار کے پائیں طرف

(۱) سجدۂ تعظیمی شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ میں حرام ہے اور یہ جو بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس کو جائز رکھا ہے تو فقیر اشرفی کی ناقص رائے یہ ہے کہ چونکہ مشائخ حقیقت آئینۂ خدا نما ہوتے تھے اور طالبان صادق کو ان کی ذات میں جلوۂ حق نظر آتا تھا اور انہیں کے توسط سے تجلیات الٰہیہ کا دیدار ان کو نصیب ہوتا تھا تو بے اختیار ہو کر جلوۂ الٰہی کے دیدار کے بعد اپنا سر زمین پر رکھ دیتے تھے۔ان کے عمل سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ ان کے لئے سجدۂ تعظیمی بجالاتے تھے اور وہ مشائخ سجدۂ تعظیمی کو جائز سمجھتے تھے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ اکثر مشائخ شدت کے ساتھ اپنے مریدین کو اس عمل سے روکتے تھے تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ شیخ کو سجدہ کیا جارہا ہے جیسا کہ کتاب مرصاد العباد کی وضاحت سے یہی بات معلوم ہوتی ہے(رضاء الحق اشرفی)

(۲) امام عبدالباقی زرقانی مالکی نے شرح مواہب اللدنیہ کامل مبرد کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ اہل علم نے جن وجوہات کی بنیاد پر حجاج بن یوسف کو کافر کہا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے جب لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے حجرہ شریف کے گرد طواف کرتے دیکھا تو اس نے کہا یہ لوگ لکڑیوں اور بوسیدہ ہڈیوں کا طواف کر رہے ہیں۔امام دُمیری شافعی فرماتے ہیں کہ حجاج اس وجہ سے کافر ہے کہ اس کے قول سے حضور ﷺ کی اس حدیث کا انکار لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیا کے جسموں کو کھائے۔مولانا محمود ابن سلیمان کفوی حنفی نے اپنی کتاب اعلام الاخیار میں اسی مضمون کو ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ حجاج کے زمانے میں جب کہ اس وقت صحابہ کرام اور تابعین کی جماعت موجود تھی ان کے نزدیک انبیا اور اولیا کے مزارات کا طواف گناہ نہیں تھا حجاج ظالم کے علاوہ کسی نے اس کو نہیں روکا ہے................ باقی ص ۳۵ پر

جا کر تعظیماً سر کو جھکائے پھر مزار کے سامنے کی طرف بالکل مقابل میں کھڑے ہو کر کہے:

عَلَيكُمُ السَّلَامُ يَا اَهلَ لَااِلٰه اِلَّااللّٰهُ مِنْ اَهلِ لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ كَيفَ وَجَدتُّمْ قولَ لَا اِلٰه اِلَّااللّٰهُ يَا اَللّٰهُ بِحَقّ لَااِلٰه اِلَّااللّٰهُ اِغفِرلِمَنْ قَالَ لَااِلٰه اِلَّااللّٰهُ وَاحشُرنا فِی زُمرَةِ مَنْ قَالَ لَااِلٰه اِلَّااللّٰهُ وَاقبلْنا قولَ لَااِلٰه اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّد رَّسُولُ اللّٰهُ

ترجمہ: اے اہل لا الٰہ الا اللہ تمہارے اوپر لا الٰہ الا اللہ والوں کی جانب سے سلامتی ہو۔ آپ نے قول لا الٰہ الا اللہ کو کیسا پایا؟ یا اللہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے صدقے میں اس کو بخش دے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور ہم کو اسی گروہ کے ساتھ اٹھا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور ہمارے قول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو قبول فرمالے۔

بقیہ ص ۳۴ کا............البتہ بعض فقہانے شرک کے مکمل سدّباب کے لئے اس کے حرام ظنی ہونے کا قول کیا ہے اور بعض مکروہ کہتے ہیں۔ لھذا اختلافی امر میں تشدد نا روا ہے۔ مولانا سلیمان ابن عبدالوھاب لکھتے ہیں کہ طواف قبور کو بعض نے مکروہ کہا ہے اور بعض نے حرام۔ کسی نے اس کو کفر نہیں کہا ہے۔ محشی عبدالعزیز کشمیری......ترجمہ: رضاء الحق اشرفی (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انتباہ میں لکھا ہے کہ جب کشف قبور کے لئے قبر پر آئے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اس کا ثواب صاحب قبر کی روح کو پہنچائے اگر سورۂ فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص ورنہ ہر رکعت میں پانچ بار سورۂ اخلاص پڑھے پھر قبلہ کی جانب پشت کر کے بیٹھے اور ایک بار آیت الکرسی اور کوئی سورت پڑھے پھر اللہ اکبر کہے اس کے بعد سات مرتبہ قبر کا طواف کرے اور درمیان طواف اللہ اکبر کہتا رہے اور داہنے طرف سے شروع کرے اس کے بعد بایاں رخسار زمین پر رکھے اور میت کے چہرے کے سامنے بیٹھے اور اکیس بار یارب کہے پھر اتر طرف ہو کر یاروح کہے اور یاروح الروح کی ضرب دل پر لگاتا رہے جب تک انشراح قلب نہ ہو یہ عمل کرتا رہے انشاءاللہ کشف قبور اور کشف ارواح حاصل ہو جائے گا۔ سیف الجبار: ص ۳۲ اادارہ مظہر حق بدایوں فروری ۱۹۸۵............

اس کے بعد قبر پر پھول یا سبزہ چڑھائے،اس کے بعد بیٹھ کریا کھڑے ہو کر سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ زلزال و تکاثر ایک ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص سات بار یا دس بار پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه وَحدَهٗ لَاشَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحيِ وَيُمِيتُ وَهُوِ حَيٌّ لَايَمُوتُ اَبَداً ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ.......... یہ دعا پڑھنے کے بعد یہ الفاظ بھی کہے: اَللّٰهُمَّ قَرَاْتُ هٰذِهِ الْقَرَأةَ وَجَعَلْتُ ثَوَابَهَا تُحْفَةً بِرُوحِ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ:.....اس کے بعد پھر قبر کے سامنے آئے اور غلاف (چادر) کے نیچے اپنا ہاتھ رکھے اور اپنی حاجت بیان کرے۔

جب مشائخ کی زیارت کے لئے جائے تو بغیر شیرینی، پھول اور سبزہ کے نہ جائے اور اگر پیرومرشد کے مزار پر جائے تو کچھ نقدی بھی وہاں رکھے، بعد میں اس نقدی کو مخدوم زادگان کی خدمت میں پیش کرے اور کچھ نقدی بطور ہدیہ مجاوروں کو بھی دے۔اجتماعی طور پر جب زیارت کے لئے جانا ہو اور سر حلقہ زیارت میں مشغول ہو تو دوسرے ہمراہی الگ کھڑے رہیں جب سر حلقہ زیارت سے فارغ ہو جائیں تب دوسرے لوگ نوبت بہ نوبت زیارت سے مشرف ہوں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جب کبھی سالک میں حال قبض پیدا ہو جاتا ہے تو اگر اس کا مرشد بقید حیات ہے تو اس کے دیدار سے حال بسط پیدا ہو جاتا ہے ورنہ مرشد کے مزار مبارک کی زیارت سے یا دوسرے مشائخ کے مزارت پر حاضر ہونے سے یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے

منقول ہے کہ جب کبھی حضرت ابو سعید ابوالخیر پر حال قبض طاری ہوتا تھا تو وہ

اپنے مرشد ابوالفضل قدس اللہ سرہ کے مزار پر چلے جاتے تھے۔ خواجہ ابو طاہر ابو سعید کہتے ہیں کہ ایک روز ہمارے شیخ پر حال قبض ہو گیا۔ وہ مجلس میں رونے لگے، پھر فرمایا کہ گھوڑا تیار کرو۔ چنانچہ اسی وقت وہ روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے بہت سے مریدین بھی تھے۔ جیسے ہی آپ پیر ابوالفضل قدس اللہ سرہ کے مزار پر پہنچے تو آپ کا حال قبض حال بسط میں بدل گیا۔ تمام دریشوں میں شور پیدا ہو گیا وہاں قوال بھی موجود تھے انہوں نے اس بیت کو پڑھنا شروع کر دیا۔

معدن شادیست ایں یا معدن جود و کرم
قبلۂ ما روئ یار و قبلۂ ہر کس حرم

ترجمہ: یہ حالت خوشی کے خزانہ میں سے ہے یا جود و کرم کے خزانہ میں سے کہ ہمارا قبلہ ہمارے یار کی صورت ہے جب کہ دوسروں کا قبلہ حرم ہے۔

تمام مریدین شیخ ابو سعید کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے اور شیخ کے مزار کے طواف میں مصروف تھے اور نعرے لگائے جاتے تھے کچھ دوسرے درویش سر و پا برہنہ انتہائی وجد کی حالت میں زمین پر لوٹ رہے تھے۔ اس وقت شیخ ابو سعید نے فرمایا کہ آج کے اس وقوعہ کی تاریخ کو لکھ لیا جائے کہ آج کے دن سے بہتر کوئی دن ہم کو میسر نہیں ہو سکتا ہے۔

چہ روز ست ایں کہ بہ زیں روز نبود
اگر باشد چنیں فیروز نبود

ترجمہ: یہ کیسا عمدہ دن ہے کہ اگر ایسا دن نہ ہوتا تو کامیابی نہ ہوتی۔

اس واقعہ کے بعد جب کسی مرید کے دل میں حج کا شوق پیدا ہوتا تھا تو وہ شیخ

ابوالفضل کے مزار پر جاکر سات بار طواف کرلیتا تھا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات حضرت قدوۃ الکبرا نے بیان فرمائے۔ بے شک دوسرے بزرگوں کے مزارات سے بھی ایسے ہی فیوض حاصل ہوئے ہیں۔

ازیں حال اگر نیز گرداں شوم
زیارت گہ نیک مرداں شوم

ترجمہ: اگر ایسا ہی حال پھر ہو جائے تو میں اچھے لوگوں کی زیارت گاہ بن جاؤں۔

مولانا ظہر الدین جب کبھی گازر گاہ تشریف لے جاتے تو جب وہ گازر گاہ کے پُل کو عبور کر لیتے تو اپنی جوتیاں اتار لیتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے اولیاءاللہ سے شرم آتی ہے کہ میں جوتیاں پہن کر ان کے لحد کے سامنے پاؤں رکھوں۔

حضرت قدوۃ الکبرا بھی جب صالحیہ (دمشق) اور جبل الفتح کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تو پاؤں سے جوتیاں نکال لیتے تھے اور برہنہ پا زیارت فرمایا کرتے تھے۔ یہی صورت ہندوستان میں تھی۔ جب آپ دہلی، بدایوں، سرزمین جائس، بہار، اودھ اور کڑہ کے مزارات کی زیارت کرتے تھے تو ہمیشہ برہنہ پا ہوتے تھے۔ واللہ اعلم

طلبۂ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف کی ایک متحرک تنظیم

اجمالی تعارف

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے مشن، شبیہِ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کی روحانی دعوت، عالم ربانی حضور سید احمد اشرف علیہ الرحمہ کے علمی وفکری ترجمان، مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمۃ کی دعاؤں کا ثمرہ، شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف بانیِ جامع اشرف وسجادہ نشین آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ، اسلامی ہمہ گیر تحریک، وقت کی اہم پکار، حالات کی سب سے اہم ضرورت اور اسلامی اعلیٰ تعلیم کے عظیم مرکز کا نام "جامع اشرف" ہے۔ جس میں ہندوستان کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے، مختلف زبان بولنے والے سیکڑوں طلبہ کو بلامعاوضہ اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ بزرگان دین کے بتائے ہوئے اصول پر مبنی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

انھیں طلبۂ جامع اشرف کی تنظیم کا نام ہے "جمعیۃ الاشرف" جس کو قائدِ ملت حضرت علامہ سید شاہ محمد محمود اشرف مہتمم جامع اشرف وولیعہد سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ نے اپنے دور طالب علمی میں قائم فرمایا..................

جس کے اغراض ومقاصد حسب ذیل ہیں:

☆ طلبہ میں تقریر کا ذوق پیدا کرنا ☆ ادبی وتحریری ذوق پیدا کرنا ☆ خانوادۂ اشرفیہ کی عظیم شخصیتوں کے حالات اور اسلامی لٹریچر شائع کرنا...... سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل، شیخ الاسلام کا خراج عقیدت، مقامِ غوثیت، کتاب الابدال؛ اس کی بے مثال پیشکش ہے ☆ طلبہ میں علمی ماحول پیدا کرنا اس کے لئے "جمعیۃ" کی ایک مستقل لائبریری ہے ☆ بزرگوں کی یاد میں جلسۂ وفاتحہ کا اہتمام کرنا............ ان اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے دامے درمے سخنے ہر طرح کا تعاون فرماکر مخدومی فیضان اور بے شمار اجر کے مستحق بنیں

رابطے کا پتہ:

شہزادۂ شیخ اعظم حضرت سید محمد اشرف چیف ایڈیٹر سہ ماہی مجلّہ غوث العالم
وصدر جمعیۃ الاشرف
جنرل سکریٹری جمعیۃ الاشرف جامع اشرف، درگاہ کچھوچھہ شریف، ضلع امبیڈکر نگر، 224155 (یوپی)
ٹیلی فیکس نمبر: 05274-76159